قاضی اطہر مبارک پوری ☆

علماء صحابہ اور ان کے شاگرد

مدینہ منورہ میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعلیمی مجالس اور حلقات میں مقامی اور بیرونی دونوں قسم کے طلبہ شریک ہوتے تھے' مقامی لوگ مستقل طور پر حاضرباش رہ کر فقہ و فتویٰ اور حدیث میں شیخ مجلس کے تبع اور ان کے علم کے ناشر و ترجمان ہوتے تھے' اور ان کا شمار خصوصی تلامذہ و اصحاب میں ہوتا تھا' مثلاً حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اصحاب سعید بن مسیبؒ' عروہ بن زبیرؒ' قبیصہ بن ذویب' خارجہ بن زید بن ثابت' سلیمان بن لیسار' ابان بن عثمان بن عفان' عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ' قاسم بن محمد بن ابوبکر' سالم بن عبداللہ بن عمر' ابوبکر بن عبدالرحمٰن' طلحہ بن عبداللہ بن عوف' نافع بن جبیر بن مطعم علمائے تابعین کے ذریعہ حضرت زید بن ثابت کا فقہی مسلک مدینہ میں عام ہوا' اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد عطاء بن ابی رباح' مجاہد بن جبر' طاؤس بن کیسان' جابر بن زید' عکرمہ مولیٰ ابن عباس' سعید بن جبیر' نے مکہ میں حضرت ابن عباس کے مسلک کی اشاعت کی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامیذ علقمہ بن قیس' اسود بن یزید' مسروق بن اجدع' عبیدہ سلمانی' حارث بن قیس' عمرو بن شرحبیل نے کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے مسلک کو رائج کیا' اسی طرح دوسرے صحابہ کے حلقہ نشینوں نے ان کے علوم و مرویات کو اپنے اپنے حلقہ میں عام کیا' (۱)

اور غیر مقامی حضرات چند دن یا چند ہفتہ یا اس سے کم و بیش مدت' مجلس میں شریک ہو کر اپنے اساتذہ و شیوخ کی احادیث اور اقوال و آراء سن کر واپس چلے جاتے تھے اور اپنے اپنے شہروں میں ان کو عام کرتے تھے' اس دور میں جس ملک یا جس شہر میں کسی صحابی کا پتہ چلتا تھا' اہل علم سفر کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حدیث حاصل کر کے واپس ہو جاتے تھے' حد یہ ہے کہ ایک ایک حدیث کے لئے سفر کیا جاتا تھا' حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے صرف ایک حدیث کے لئے ملک شام کا سفر کیا تھا' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص ایک حدیث کے لئے مدینہ سے دمشق گیا تھا' ابن شہاب زہریؒ نے ایک مرتبہ ایک حدیث بیان کی اور طلبہ سے کہا کہ تم اس کو مفت پا کر کم سمجھتے ہو' اس سے کم حدیث کے لئے آدمی مدینہ کا سفر کرتا تھا ابو قلابہؒ کہتے ہیں کہ میں کئی دن تک مدینہ میں مقیم رہا تاکہ ایک شخص سے ایک حدیث سنوں' ابو العالیہ ریاحی کہتے ہیں کہ ہم لوگ بصرہ میں صحابہ سے حدیث سنتے تھے اور مدینہ جا کر اور وہاں کے صحابہ سے سن کر مطمئن ہوتے تھے' ابن جبیر کا بیان ہے کہ میں نے چند حدیثیں کوفہ میں ایک صحیفہ میں جمع کی تھیں' بعض احادیث کے بارے میں ہم لوگوں میں اختلاف ہو گیا تو میں نے عبداللہ بن عمر کے پاس جا کر ان کو پڑھا اور ان کے بارے میں سوالات کئے۔ عکرمہ مولیٰ ابن عباس کہتے ہیں کہ طائف کے چند اہل علم ابن عباس کی لکھی ہوئی حدیثیں لے کر آئے' اور ابن عباس نے ان کو ان لوگوں کے سامنے پڑھا' یعنی ان کی تصدیق فرمائی' بشیر بن نہیک کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوہریرہ سے حدیث سن کر لکھ لیتا تھا' جب واپس جانے لگا تو وہ کتاب ان کو پڑھ کر سنائی اور کہا کہ کیا میں نے ان کو آپ سے نہیں سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں تم نے ان کو مجھ سے سنا ہے۔ (۲)

☆ مبارک پور' اعظم گڑھ۔ انڈیا

ان چند مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کی تعلیمی مجالس میں بیرونی طلبہ کی حاضری وقتی طور پر ہوتی تھی اور وہ چند دنوں قیام کر کے حدیث کی روایت کرتے، ان کی اجازت لیتے، تصدیق کراتے اور سند عالی لے کر واپس چلے جاتے تھے۔

عہد رسالت میں مقامی اور بیرونی طلبہ کے قیام و طعام کا باقاعدہ انتظام تھا، مقامی طلبہ یعنی ضعفاء و مساکین اور اصحاب صفہ مسجد نبویؐ میں رہتے اور سوتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باحیثیت مسلمان ان کو اپنے گھروں میں لے جا کر کھلاتے پلاتے تھے، صحابہ ان کے لئے مسجد میں کھجوروں کے خوشے اور پانی رکھتے اور ہر طرح آرام پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اور بیرونی طلبہ یعنی باہر سے آئے ہوئے افراد اور وفود "دار رملہ بنت حارث" میں جو دارالضیافہ کے نام سے مشہور تھا، ٹھہرائے جاتے تھے، اس میں چھ سات سو آدمیوں کے قیام کی گنجائش تھی، نیز بعض دوسرے مقامات میں ان کے قیام کا انتظام کیا جاتا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں حضرت بلالؓ وغیرہ ان کے طعام کا انتظام کرتے تھے، مگر عہد صحابہ میں مقامی اور غیر مقامی کے طلبہ کے قیام و طعام کے بارے میں تصریح نہیں ملتی ہے اس زمانہ میں حالات بدل چکے تھے، تنگی کی جگہ کشادگی اور بدحالی کی جگہ خوشحالی آگئی تھی، مقامی طلبہ کو دوسری جگہ قیام و طعام کی ضرورت نہیں تھی اور بیرونی طلبہ چند دنوں کے لئے اہل مدینہ کی ضیافت میں رہتے تھے، یا اپنے حلفاء اور متعلقین کے یہاں قیام کرتے تھے، ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو وصیت فرمائی تھی۔

سیاتیکم شباب من اقطار الارض یطلبون الحدیث فاذا جائو وکم فاستوصوا بھم خیرا

عنقریب تمہارے پاس زمین کے اطراف سے نوجوان حدیث کی طلب میں آئیں گے، جب وہ لوگ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا،

اس وصیت و نصیحت کے مطابق حضرات صحابہ اور اہل مدینہ، بیرونی طلبہ کا بڑھ کر استقبال کرتے تھے اور ان مہمانان رسولؐ کی میزبانی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے تھے، اس حدیث کے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب نوجوان طالب علموں کو آتے ہوئے دیکھتے تھے تو نہایت والہانہ انداز میں ان کا استقبال کر کے کہتے تھے کہ مرحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت، آپؐ نے ہم کو وصیت فرمائی تھی کہ ہم تم لوگوں کے لئے مجلس میں گنجائش نکالیں اور تم کو حدیث سمجھائیں، اس لئے کہ تم ہمارے جانشین اور حدیث کے عالم بنو گے، (۳)

عہد فاروقی ہی میں مسجد نبوی میں تعلیمی و تدریسی حلقوں اور مجلسوں کی کثرت اور بیرونی طلبہ کی آمد کا اندازہ حضرت جندب بن عبداللہؓ کے اس بیان سے ہوتا ہے کہ میں طلب علم میں مدینہ آیا اور مسجد نبویؐ میں گیا تو دیکھا کہ لوگ حلقہ در حلقہ آپس میں حدیث بیان کر رہے ہیں، میں ان حلقوں سے گزرتا ہوا ایک حلقہ میں گیا جس میں ایک بزرگ متفکر بیٹھے تھے، ان کا بیان ہے کہ ہم طلب علم کے لئے مال خرچ کرتے ہیں، اپنے بدن کو تھکاتے ہیں اور سواریوں پر آتے ہیں (۴)

حضرات صحابہ اپنے تلامیذ و اصحاب کو تدریس و تحدیث اور افتاء کی تعلیم و تربیت بھی دیتے تھے، سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن عباس نے مجھ سے کہا کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم کس طرح حدیث بیان کرتے ہو، یہ سن کر میں گھبرایا تو کہا کہ کیا تم پر اللہ کا یہ احسان و انعام نہیں ہے کہ تم میرے سامنے حدیث بیان کرو، اگر صحیح طور پر سے بیان کرتے ہو تو سبحان اللہ، ورنہ میں تصحیح کر دوں گا (۵) حجاج بن عمرو بن غزیہ کا بیان ہے کہ میں زید بن ثابتؓ کی مجلس میں تھا۔ ایک شخص نے ان سے فتویٰ دریافت کیا تو مجھ سے کہا کہ تم فتویٰ دے دو، میں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس

تحصیل علم کے لئے آتے ہیں، پھر بھی زید بن ثابت نے مجھے اس کا حکم دیا اور میں نے یہ کہہ کر فتویٰ دیا کہ میں نے زید بن ثابت سے ایسا ہی سنا ہے اور انہوں نے کہا کہ زید بن ثابت نے صحیح کہا ہے (۶)

حضرت ابن عباس اپنے شاگردوں سے کہتے تھے کہ لوگوں کو تم ہر جمعہ (ہفتہ) میں ایک مرتبہ حدیث کی تعلیم دو، اگر اس سے انکار ہے تو دو مرتبہ، اگر بہت زیادہ چاہتے ہو تو تین مرتبہ تعلیم دو، اور لوگوں کو قرآن سے غافل نہ کرو، اور لوگ آپس میں گفتگو کرتے ہوں تو تم جا کر ان کی بات نہ کاٹو، بلکہ خاموش رہو اور وہ خواہش کریں تو حدیث بیان کرو، (۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود اپنے تلامذہ سے کہتے ہیں کہ جب تک لوگ پوری توجہ سے تمہاری طرف دیکھتے رہیں تم حدیث بیان کرو اور جب وہ نظر نیچی کرلیں تو تم رک جاؤ اور حدیث بیان کرنا بند کر دو، (۸)

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں علم سے مراد خالص دینی علم تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم تین ہیں، ان کے علاوہ زائد ہیں، آیتہ محکمہ، سنت قائمہ اور فرائض عادلہ، عبداللہ بن عمر کا قول ہے کہ علم تین ہیں کتاب ناطق، سنت ماضیہ اور لا ادری، عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ علم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے، اس کے بعد جو شخص اپنی رائے سے کوئی بات کرے تو میں نہیں جانتا کہ اس کو اپنی حسنات میں پائے گا یا سئیات میں پائے گا (۹)

حضرات صحابہ کتاب و سنت اور فقہ و فتویٰ کے معلم و ناشر تھے، اسی کے ساتھ دوسرے علوم و زبان کے عالم تھے، مثلاً ابو بکر صدیق، ابوالجہم بن خدیفہ، جبیر بن مطعم علم الانساب کے سب سے بڑے عالم تھے، اور عربوں کے انساب میں رسوخ رکھتے تھے، ان حضرات کے علاوہ عثمان بن عفان، علی بن ابو طالب، عقیل بن ابو طالب بھی انساب میں نمایاں مقام رکھتے تھے، (۱۰)

حضرت ابوبکر تعبیر رویا میں بہت آگے تھے، زید بن ثابت سریانی زبان کے عالم تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سترہ دن میں اس زبان میں لکھنے پڑھنے کی مہارت حاصل کر لی تھی، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، عبداللہ بن عمرو بن عاص بھی سریانی اور عبرانی زبان کے عالم تھے اور تورات پڑھتے تھے، (۱۱) ابوہریرہ نے تورات نہیں پڑھی تھی مگر اس کے مضامین سے اچھی طرح واقف تھے۔ اس کی شہادت کعب احبار نے دی ہے، نیز ابوہریرہ فارسی زبان سے واقف تھے، بعض روایات کے مطابق حبشی زبان بھی جانتے تھے ان کے وطن نجران یمن میں اہل فارس آباد تھے۔ جن کو ابناء کہتے ہیں اور حبشہ بھی یمن کے سامنے واقع ہے اور وہاں کے لوگ ملک عرب میں کثرت سے رہتے تھے، اور صحابہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، سلمان فارسی کی مادری زبان فارسی تھی، ایک روایت کے مطابق انہوں نے سورۂ فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا تھا، ام المومنین حضرت عائشہؓ شعر اور طب میں شہرت رکھتی تھیں۔

حضرات صحابہ کتاب و سنت اور فقہ فتویٰ کی تعلیم کے ساتھ موقع بہ موقع دوسرے علوم کی بھی تعلیم دیا کرتے تھے، حضرت صہیب بن سنان رومیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات و اسفار بیان کرتے تھے، اپنے شاگردوں سے کہتے تھے کہ میں صرف غزوات اور اسفار بیان کروں گا، قال رسول اللہ نہیں کہوں گا (۱۲) عقیل بن ابو طالب مسجد نبویؐ میں منہ لگا کر بیٹھتے تھے اور قریش کے انساب اور محاسن و مفاخر بیان کرتے تھے (۱۳) حضرت ابن عباس ایک دن صرف تفسیر ایک دن صرف مغازی، ایک دن صرف اشعار، اور ایک دن صرف ایام عرب بیان کرتے تھے (۱۴) ابو خالد والبی کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی مجلسوں میں بیٹھا کرتے تھے، وہ حضرات اشعار سنتے سناتے تھے،

اور زمانہ جاہلیت کی لڑائیوں کا تذکرہ کرتے تھے (۱۵)

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ ابن عباس علم میں سب سے آگے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث' ابوبکر و عمر اور عثمان کے قضایا' فقہ' شعر' عربیت' حساب' فریضہ' اصابت رائے' تفسیر قرآن میں ان سے بڑا عالم میں نے نہیں دیکھا' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں بنیادی نصاب تعلیم' کتاب و سنت اور فقہ و فتویٰ تھا' اسی کے ساتھ دوسرے علوم بھی جو اس وقت رائج تھے' پڑھائے جاتے تھے۔

صحابہ اپنے شاگردوں کے ساتھ نہایت خلوص و محبت اور احترام کا معاملہ کرتے تھے' حضرت ابن عباس ابو العالیہ ریاحی کو اپنے تخت پر بٹھاتے تھے اور کہتے تھے کہ علم اسی طرح عزت و شرافت دیتا ہے اور اہل علم بادشاہوں کی طرح تخت پر بیٹھتے ہیں حالانکہ ابوالعالیہ غلام تھے اور قریش کے اعیان و اشراف تخت کے نیچے بیٹھے تھے (۱۶) ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک سب سے محترم آدمی کون ہے تو بتایا کہ میرے ساتھ بیٹھنے والا جو مجلس کو پھاندتا ہوا میرے پاس آکر بیٹھتا ہے' اگر میرا بس چلے تو میں اپنے ہم نشین کے منہ پر مکھی بیٹھنے نہ دوں' اس کے منہ پر مکھی بیٹھنے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے' (۱۷) حضرت انس بن مالک کے شاگرد حمید کا بیان ہے کہ ہم لوگ انس کی مجلس درس میں جاتے تو ہمارے ساتھ ثابت بن اسلم بنانی بھی ہوتے تھے' وہ راستہ میں جو مسجد آتی جا کر نماز پڑھتے اور جب ہم لوگ حضرت انس کے پاس جاتے تو پوچھتے کہ ثابت کہاں ہے؟ ثابت ایسا رینگتا ہوا مرا کیڑا ہے جسے میں محبوب رکھتا ہوں' خود ثابت بن اسلم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت انس کی مجلس میں گئے تو ہم کو دیکھ کر کہا کہ واللہ تم لوگ مجھے انس کی اولاد سے زیادہ محبوب ہو' البتہ ان میں سے جو تم لوگوں کے مانند ہو' (۱۸) ان واقعات میں آج کل کے اساتذہ اور تلامذہ کے لئے عبرت ہے' اگر وہ حاصل کریں۔

(۱) علل الحدیث و معرفتہ الرجال' ابن مدینی ص۴۴' (۲)' المحدث الفاصل' جامع بیان العلم' الفقیہ والمتفقہ' طبقات ابن سعد وغیرہ'

(۳) شرف اصحاب الحدیث' خطیب بغدادی ص ۲۱' ص ۲۲ (ترکی)' (۴) طبقات ابن سعد ج ۳/ص۵۰۰' ص۵۰۱' (۵) ایضاً (۶) جامع بیان العلم ج ۱۲۱/۱' (۷) تدریب الراوی ص۳۴۴' (۸) المحدث الفاصل ص۹۲ ۵

(۹) جامع بیان العلم ج ۲/۳۳' (۱۰)۔ جمرہ انساب العرب ص۵' (۱۱) اصابہ ص ح'(۱۲) کتاب الثقات ابن حبان ج ۴/ ۳۱۴' و طبقات ابن سعد ج ۲۲۹/۳' (۱۳) اصابہ ج ۲۵۵/۴' ۱۴ طبقات ابن سعد ج ۳۶۸/۲' (۱۵) جامع بیان العلم ج ۱۲۱ /۱۰۵' (۱۶) تذکرۃ الحفاظ ج ۵۸/۱' (۱۷) الفقیہ و المتفقہ ج ۱۲۲/۲' (۱۸) طبقات ابن سعد ج ۲۳۲/۷'